

NALANDA OPEN UNIVERSITY

COURSE : B.A. URDU HONS. PART II
PAPER : PAPER IV
TOPIC : TARJUME KA AMAL
PREPARED BY : PROF. ISRAIL REZA,
SCHOOL OF INDIAN &
FOREIGN LANGUAGES

کسی تحریر اور خیال کو ایک زبان سے بعینہٗ دوسری زبان میں منتقل کرنے کا نام 'ترجمہ' ہے۔ 'ترجمہ' ایک مستقل اور قدیم فن ہے۔ اسی کے ذریعے ایک زبان کے علوم و فنون کو دوسری زبان میں منتقل کیا جاتا ہے، جس سے زبانیں پھلتی پھولتی اور فروغ پاتی ہیں۔ ویسے تو ہر دور میں 'ترجمہ نگاری' کی اہمیت مسلم رہی ہے؛ لیکن عصر حاضر میں ترسیل و ابلاغ کے تمام ذرائع کا اسی پر دار و مدار ہونے کی وجہ سے اس کی اہمیت و افادیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ ہر زبان کی کچھ نہ کچھ ایسی امتیازات و خصوصیات ہوتی ہیں، جو دوسری زبانوں میں نہیں ہوتیں۔ اسی طرح ہر زبان کا مزاج اور اسلوب بھی دوسری زبان سے مختلف ہوتا ہے، بایں وجہ ترجمہ کا فن قدیم ہونے کے باوجود اس کے کوئی مقررہ اصول وضع نہیں کیے جا سکے ہیں۔ تاہم چند ایسے گُر ہیں جن کا اگر ترجمہ کرتے وقت خیال رکھا جائے؛ تو ترجمہ کرنا آسان ہو سکتا ہے اور وہ درج ذیل ہیں:

جس زبان سے ترجمہ کیا جائے، پہلے اس زبان کا ادب، (۱) ادبی روایات اور روز مرہ استعمال ہونے والے امثال و محاورات سے اچھی طرح واقفیت حاصل کر لی جائے۔

جس موضوع اور فن کا ترجمہ کیا جائے، اس موضوع کے (۲) حوالے سے مکمل معلومات اور اس فن میں اچھی خاصی مہارت پیدا کر لی جائے۔

ترجمے میں اپنی زبان کی نزاکت اور مزاج کو قائم رکھنا (۳) بھی ضروری ہوتا ہے، اس لیے مترادفات اور محاورات میں

سے وہ الفاظ اور محاورے استعمال کیے جائیں، جو مضمون کے مناسب اور موقع استعمال پر مکمل طور پر فٹ ہو جائیں۔

محاورات و اصطلاحات کے ترجمے کے وقت اگر دوسری (۴)

زبان میں ان کا متبادل موجود ہو؛ تو فیہا، ورنہ ان کے لیے

ایسے الفاظ کا انتخاب کیا جائے جو سہل اور عام فہم ہوں۔

ترجمہ کرتے وقت سب سے پہلے جملے کی ساخت پر (۵)

خوب غور و خوض کیا جائے، اور اس کے اجزائے ترکیبی کو

مکمل گرفت میں لے لیا جائے۔ چوں کہ ہر زبان کے جملوں کی

بناوٹ مختلف ہوتی ہے، اس لیے اس زبان کے اجزائے کلام کی

ترتیب کے مطابق ترجمہ کیا جائے، مثلاً: اردو کے جملوں میں

اجزائے ترکیبی اس طرح ہوتے ہیں: (۱) فاعل (۲) مفعول

: (متعلقات فعل) (۳) فعل (۴) فعل امدادی، جیسے

عارف

ایک خط

گھر

بھیج

دے گا

فاعل

مفعول

متعلقات فعل

فعل

فعل امدادی

جب کہ عربی میں سب سے پہلے فعل، پھر فاعل، اس کے بعد

: مفعول اور متعلقات فعل ہوا کرتے ہیں، جیسے

یقرأ

حامدٌ

کتاباً

منذ يوم الجمعة

فعل

فاعل

مفعول

متعلقات فعل

اسی طرح اردو اور عربی دونوں کے بر خلاف انگریزی میں اجزائے کلام کی ترتیب اس طرح ہوتی ہے: (۱) فاعل

: (۲) امدادی فعل (۳) فعل (۴) مفعول۔ جیسے

ABOOK

READING

IS

KHALID

مفعول

(فعل) حال

امدادی فعل

فاعل

لہذا عربی اور انگریزی کے مذکورہ بالا دونوں جملے کا اردو میں ترجمہ، ان دونوں کے اجزائے کلام کی ترتیب کے مطابق اس طرح نہیں کیا جائے گا کہ پڑھ رہا ہے حامد ایک کتاب جمعہ کے دن سے۔ (عربی کا) اور خالد ہے پڑھ رہا ایک کتاب۔

(انگریزی کا)؛ بلکہ ان دونوں جملوں کا اردو کے اجزائے کلام کی ترتیب کے موافق اس طرح ترجمہ کیا جائے گا: حامد جمعے کے دن سے ایک کتاب پڑھ رہا ہے۔ اور خالد ایک کتاب پڑھ

رہا ہے۔ اسی طرح اردو کا دوسری زبان میں ترجمہ کرتے وقت اس زبان کے اجزائے کلام کی ترتیب کا لحاظ رکھا جائے گا۔

صلہ جاتوں کا ترجمہ وہیں کیا جائے گا؛ جہاں زبان ان کا (۶)

متقاضی ہو، اور جہاں زبان ان کا متقاضی نہ ہو؛ وہاں ان کا ترجمہ نہیں کیا جائے گا، جیسے: عربی میں بولا جاتا ہے: ذہبتُ الی المحطۃ اس میں 'ذہب' فعل کا صلہ 'الی' ہے، جس کے معنی: تک، طرف کے ہیں۔ چوں کہ اردو زبان یہاں اس کے ترجمے کا متقاضی نہیں ہے، اس لیے 'میں اسٹیشن کی طرف گیا' ترجمہ نہیں کیا جائے گا؛ بلکہ یہ کیا جائے گا کہ: 'میں اسٹیشن گیا'۔

“There was a king” اسی طرح انگریزی کا ایک جملہ ہے اس کا اردو زبان کے مزاج سے ہم آہنگ ترجمہ ہوگا: “ایک بادشاہ تھا۔” یہ نہیں ہوگا کہ: “یہاں ایک بادشاہ تھا”؛ کیوں کہ کا لفظ جملے کی تکمیل کے لیے there انگریزی میں یہاں پر مبتدا کی ضرورت کے پیش نظر تھا۔ اردو میں اس کی ضرورت نہیں، اس لیے اردو میں ترجمہ کرتے وقت “یہاں” کا لفظ شامل کرنا زائد بھی ہوگا اور بے محل بھی اور کلام کا مفہوم بھی تبدیل ہو جائے گا۔

ترجمہ کرنے کے دوران مفہوم کی مکمل وضاحت کے لیے (۷) بعض جگہ ایک آدھا لفظ کم کرنے یا بڑھانے کی ضرورت پڑتی ہے؛ کیوں کہ ایک زبان کے طرز بیان میں کچھ الفاظ ایسے ہوتے ہیں، جن کا استعمال اس میں ناگزیر ہوتا ہے، جب کہ وہ دوسری زبان کے لیے قطعی غیر ضروری؛ اس لیے ایسی صورت میں دونوں زبانوں کے مزاجوں اور جملوں کی ساخت میں مماثلت اور ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے الفاظ کو گھٹانے بڑھانے کی ضرورت پڑتی ہے۔

ترجمے میں وہی اسلوب اور طرز بیان اپنانا ضروری ہے (۸) جو اصل زبان میں ہے، مثلاً: اخبار کے ترجمے میں اخباری زبان و اسلوب اور ادبی مضامین کے ترجمے میں ادیبانہ اسلوب

اختیار کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح اصل زبان میں پائے جانے والے جذبات کی پوری پوری عکاسی کرنا بھی ناگزیر ہے۔ ترجمے والی زبان میں الفاظ کی ترتیب کا خاص خیال رکھنا (۹) ضروری ہے، کیوں کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جملے کے ہر ہر جز کا ترجمہ تو صحیح ہوتا ہے، لیکن الفاظ کی ترتیب میں الٹ پھیر ہونے کی وجہ سے جملے کا مفہوم ہی بدل جاتا ہے، جیسے: 'حامد پڑھ رہا ہے' کا انگریزی میں ترجمہ کیا جائے؛ لیکن اس کی ترتیب بدل Hamid is reading. تو ترجمہ ہوگا تو Is Hamid reading? دی جائے، مثالیوں کر دیا جائے کہ اگرچہ اردو جملے کے ہر جز کا ترجمہ ہو گیا، لیکن ترتیب بدل دینے کی وجہ سے سادہ جملہ استفہامیہ جملہ میں تبدیل گیا، اور اس کا مفہوم بدل کر یہ ہو گیا کہ "کیا حامد پڑھ رہا ہے؟۔"

کبھی کبھی ترجمے والی زبان سے ہم آہنگی پیدا کرنے (۱۰) کے لیے جملہ اسمیہ کا جملہ فعلیہ سے، جملہ فعلیہ کا جملہ اسمیہ سے، فعل لازم کا فعل متعدی سے، فعل متعدی کا فعل لازم سے، معروف کا مجہول سے، مجہول کا معروف سے اور صلہ و موصول کا اسم فاعل سے ترجمہ کیا جاتا ہے، جیسے:

عربی جملوں کے ترجمے میں:

انما المرء بأصغریہ: قلبہ ولسانہ: آدمی اپنی دو چھوٹی (۱) چیزوں: دل اور زبان سے پہچان لیا جاتا ہے۔ (۲) تنقسم الکلمة الی ثلاثة اقسام: اسم، وفعل، وحرف: کلمے کی تین قسمیں ہیں: اسم، فعل اور حرف۔ (۳) انتقل الرجل الذی کان بنا امس، الی دہلی: کل یہاں موجود شخص دہلی چلا گیا۔ پہلی مثال میں جملہ اسمیہ کا جملہ فعلیہ سے، دوسری مثال میں جملہ فعلیہ کا جملہ اسمیہ سے اور تیسری مثال میں صلہ موصول کا اسم فاعل سے ترجمہ کیا گیا ہے۔

ترجمہ مکمل کرنے کے بعد ترجمہ اور اصل مضمون (۱۱)
دونوں کو بار بار پڑھنا چاہیے، تاکہ معلوم ہو جائے کہ اصل
مدعا ادا ہو رہا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ہو رہا ہے، تو الفاظ کی تراش
خراش کر کے اس خامی کو دور کیا جائے، اور اصل کے
مطابق بنایا جائے۔

ترجمہ میں وہی الفاظ لکھے جائیں، جن کے معنی و مفہوم (۲۱)
سے اچھی طرح واقفیت ہو۔ اگر کسی لفظ کے معنی و مفہوم میں
ذرا بھی شک و تردد ہو؛ تو فوراً لغت کا سہارا لیا جائے، سستی
وکاہلی کی وجہ سے اس کو لغت دیکھے بغیر نہ لکھ دیا
جائے۔ کیوں کہ ہوسکتا ہے کہ آپ کے ذہن میں جو معنی ہے، وہ
نہ ہو، اور ترجمہ کچھ کا کچھ ہو جائے۔

ترجمے کی اقسام

یوں تو ترجمے کی کئی قسمیں ہوسکتی ہیں؛ لیکن مجموعی تاثر
کے لحاظ سے اس کی تین قسمیں ہیں: لفظی ترجمہ۔ بامحاورہ
ترجمہ۔ آزاد ترجمہ۔

لفظی ترجمہ: اس کا حاصل یہ ہے کہ ہر ہر لفظ کا ترجمہ کیا
جائے اور اصل زبان کے الفاظ سے ترجمے کی زبان کے الفاظ
کو قریب سے قریب تر رکھا جائے؛ لیکن اس بات کا خیال رہے
کہ جملہ بے ربط اور زبان و بیان کا خون نہ ہونے پائے، بلکہ
اس میں دل کشی اور شگفتگی برقرار رہے۔

بامحاورہ ترجمہ: اس سے مراد یہ ہے کہ ایک زبان میں مستعمل
محاوروں کا دوسری زبان کے محاوروں سے ترجمہ کیا جائے۔
بہ الفاظ مختصر محاورے کا محاورے سے ترجمہ کیا جائے؛

لیکن شرط یہ ہے کہ محاورے بر محل واقع ہوتے ہوں اور
مفہوم میں کسی تبدیلی کے بغیر ترجمہ فصیح اور زبان کا مزاج
و انداز دونوں برقرار رہتے ہوں، گویا ایسا معلوم ہو کہ یہ ترجمہ
نہیں؛ بلکہ خود اسی زبان کا مضمون ہے، جیسے: عربی کا ایک

محاورہ ہے: 'جعل الحبة قبة' اس کا لفظی ترجمہ تو یہ ہوگا کہ 'اس نے دانے کو گنبد بنادیا'؛ لیکن اس کا بامحاورہ ترجمہ یہ ہوگا کہ 'اس نے رائی کے دانے کو پہاڑ بنادیا'۔ اسی طرح اس کا لفظی Mend Your Ways :: انگریزی کا ایک جملہ ہے ترجمہ تو یہ ہوگا کہ "اپنا راستہ درست کرو" جب کہ اس کا بامحاورہ ترجمہ یہ ہوگا کہ "اپنی چال چلن ٹھیک کرو"۔ بامحاورہ ترجمہ کرنے میں کبھی یہ مشکل درپیش ہوتی ہے کہ دوسری زبان میں اس کا متبادل محاورہ نہیں ملتا، کیوں کہ ہر محاورے کا اپنا ایک سماجی، تاریخی اور تہذیبی پس منظر ہوتا ہے اور اسی کے مشابہ واقعہ میں استعمال ہوتا ہے، ہر جگہ استعمال نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں اصل مفہوم کو اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ وہ محاورے کی پوری لطافت اپنے اندر سمیٹ لے۔

آزاد ترجمہ: اس میں صرف مرکزی خیال اور مفہوم کو منتقل کیا جاتا ہے۔ آزاد ترجمہ نگار متن کے الفاظ کے پیچ و خم میں الجھے بغیر صرف مفہوم کو اپنی زبان اور اپنے الفاظ میں بیان کر دیتا ہے؛ لیکن اس میں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ مصنف کے انداز و اسلوب کو کسی حد تک برقرار رکھا جائے اور اس کے احساسات و جذبات کی کما حقہ ترجمانی کی جائے۔ اگر ترجمہ نگاری کے وقت ان تینوں قسموں میں سے کسی قسم میں ترجمہ کرنے کے دوران اس کی شرط پوری کی جائے، تو ان شاء اللہ وہ کامیاب ترجمہ ہوگا۔